بسم اللہ الرحمن الرحیم

اکابر علماء دیوبند کے نزدیک مثل اول میں نماز عصر صحیح ہوگی یا نہیں؟

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ظہر میں دونوں قول پر فتوی دیا گیا ہے، جس پر عمل کرلے گا درست ہے، نیز ایک استفتاء کے جواب میں فرمایا: لہذا مذہب مثلین مرجوح ہے اور ایک مثل قوی اور معمول بہ اکثر فقہاء، نیز ارشاد فرمایا: بندہ کے نزدیک ایک مثل کو زیادہ قوت ہے، لہذا اگر ایک مثل میں کسی نے نماز پڑھ لی، فرض عصر اس کے ذمہ سے ساقط ہوئے اور اعادہ جائز نہ ہوگا کہ نفل بعد نماز عصر منع ہے، اگرچہ بعد مثلین کے نماز پڑھنا احوط ہے للخروج عن الخلاف. (فتاوی رشیدیہ صفحہ ۲۵۳ سے ۲۵۶)، نیز ارشاد فرمایا (صفحہ ۲۵۹): وقت مثل بندہ کے نزدیک زیادہ قوی ہے. روایات حدیث سے ثبوت مثل کا ہوتا ہے. دو مثل کا ثبوت حدیث سے نہیں، بناء علیہ ایک مثل پر عصر ہو جاتی ہے گو احتیاط دوسری روایت میں ہے.

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے مثل اول کو صحیح قول قرار دیا ہے (فتاوی رشیدیہ صفحہ ۲۵۶).

بیہقی العصر قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وأما آخر وقت الظهر فلم يوجد حديث صحيح ولا ضعيف أنه يبقى بعد مصير ظل كل شيء مثله ، ولذا خالف أباحنيفة في هذه المسئلة صاحباه ووافقا الجمهور ، (تفسير مظهري ۲: ٤٤٤).

حضرت مفتی کفایۃ اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مثل سایہ ہو جانے پر عصر کا وقت ہو جانے کا بہت سے مشائخ حنفیہ نے بھی فتوی دیا ہے. اس لئے ایک مثل ہو جانے کے بعد شافعی جماعت میں حنفی شریک ہو کر نماز عصر ادا کر سکتے ہیں، (کفایۃ المفتی ۳: ۲۴) نیز ایک استفتاء کے جواب میں فرمایا: ایسے شخص کو غیر مقلد کہنا یا یہ کہنا کہ تیری نماز صحیح نہیں ہوئی درست نہیں، جبکہ خود حنفیہ میں سے صاحبین کا یہ مذہب ہے اور فقہاء حنفیہ میں سے ایک جماعت اسے ترجیح دے رہی ہیں اور مفتی بہ بتا رہے ہیں، (کفایۃ المفتی ۱: ۳۰).

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فتحصل أنه صلى الظهر تارة في المثل وهو وقتها المختص ، وتارة في المثل الثانى وهو الوقت الصالح لها ، وكذلك صلى العصر تارة بعد المثل الأول وهو وقت صالح لها أيضا ، وصلاها تارة بعد المثل الثاني قبل نهاية المثل الصالح ، وهو الوقت المختص بها مع إبقاء الفاصلة بين الصلاتين في اليومين ، وهذا عين مذهبنا ، فلله الحمد أولا وآخرا (فيض الباري ۲: ۹۹).

حضرت مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا میلان بھی اسی طرف ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: قال شيخنا (يعني بذلك العلامة الكشميري): والحق ما قاله صاحب الدر المختار ، فإن المثل الثاني وقت الضرورة للظهر ، وحكى الشيخ السيد أحمد زيني دحلان الشافعي في رسالة له عن الفتاوى الظهيرية وخزانة المفتين رجوع أبي حنيفة إلى المثل الأول ، وكلا الكتابين من المعتبرات ، (معارف السنن ۲: ۱۱).

حضرت مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: والإنصاف في هذا المقام أن أحاديث المثل صريحة صحيحة (التعليق المجد ۱: ۱٦٥).

حضرت مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قول مختار اور مفتی بہ تو یہی ہے کہ وقت عصر مثلین سے شروع ہوتا ہے مگر دوسرا قول یہ بھی ہے کہ مثل واحد کے بعد ہی شروع ہوجاتا ہے اور اس وقت پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ لازم نہیں ہوتا، یہ طریقہ صحیح نہیں کہ اپنی نماز کا اعادہ کرلیا کرے، اسکا مطلب تو یہ ہوا کہ جو نماز ان کو پڑھائی ہے وہ زید کے نزدیک درست نہیں (فتاوی محمودیہ ۵:۳۳۸) ، نیز ایک استفتاء کے جواب میں فرمایا: علماء احناف حرمین شریفین میں پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ نہیں کرتے جو کہ بالیقین مثلین سے پہلے ہوتی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث امام العصر مولانا محمد یونس صاحب جونپوری مدظلہ فرماتے ہیں: مثل اور مثلین دونوں قول مفتی بہ ہیں، جبکہ در مختار اور شامی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر مثل واحد کے بعد کوئی عصر کی نماز پڑھلے تو صاحب در مختار وغیرہ کی رائے پر درست ہے، اور بلاد شامیہ وغیرہ میں بہت سی جگہ احناف کا اسی پر عمل ہے، اس لئے اگر کوئی ایسا کرے تو بندہ کے نزدیک یہ خروج عن المذھب نہیں ہے (الیواقیت الغالیۃ ۱: ۲۳۸)۔

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حنفیہ کے یہاں بھی دو قول ہیں، ایک قول یہ ہیکہ مثل دوم میں عصر کی نماز صحیح ہے ،لہذا اگر کسی جگہ عصر کی نماز دو مثل سے پہلے ہوتی ہو وہاں جماعت کیساتھ نماز پڑھنی چاہئے، دوسری مثل ختم ہونے کے انتظار میں جماعت کا ترک کرنا جائز نہیں. (آپ کے مسائل اور انکا حل ۲: ۱۴۶)۔

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں: لیکن انصاف کی بات یہ ہیکہ ان میں سے کوئی حدیث بھی اوقات کی تحدید پر صریح نہیں ہے، اس کے برخلاف حدیث جبریل میں صراحۃ پہلے دن عصر کی نماز مثل اول پر پڑھنے کا ذکر موجود ہے، اس لئے یہ حدیثیں حدیث جبریل کا مقابلہ نہیں کرسکتیں، اسی بناء پر بعض حنفیہ نے مثل اول والی روایت کو لیا ہے، کمافی الدر المختار اور بعض نے وقت مہمل کو ترجیح دی ہے، (درس ترمذی ۱:۳۹۶)۔

مفتی رضاء الحق صاحب فرماتے ہیں: ہاں اگر کسی شخص نے عصر کی نماز مثل اول میں پڑھی تو نماز صحیح ہے واجب الاعادہ نہیں، (فتاوی دار العلوم زکریا ۲: ۶۳)۔

حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے ثابت ہوا کہ مثلین کے بعد نماز عصر پڑھنا افضل ہے اگرچہ جماعت فوت ہوجائے. مگر یہ حکم عام مقامات کے لئے ہے، حرمین شریفین کی فضیلت کے پیش نظر وہاں جماعت ترک نہ کی جائے بلکہ مثل ثانی کے اندر جماعت کیساتھ نماز پڑھی جائے. (احسن الفتاوی ۲ :۱۴۵)۔

اسیطرح فتاوی حقانیہ (۳:۴۲) میں لکھاہے: عصر کی نماز مثلین کے بعد پڑھنا افضل ہے اگرچہ اس میں جماعت فوت ہوجانے کا خدشہ ہو، مگر یہ حکم دیگر عام مقامات کیلئے ہے، حرمین شریفین کی حرمت اور فضیلت کی وجہ سے جماعت میں شریک ہوناچاہئے اور مثلین تک تاخیر کرنا ضروری نہیں، بلکہ حرمین شریفین میں باجماعت نماز پڑھنا افضل ہے۔

مذکورہ بالا عبارات سے واضح ہے کہ اگر کسی نے مثل اول میں عصر کی نماز پڑھی تو اسکی نماز صحیح ہے اور اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں، نیز یہ کہ اسکی وجہ سے جماعت ترک نہیں کرنا چاہئے. البتہ ہمارے اکابر میں حضرت مفتی عبد الرحیم صاحب لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اعادہ ضروری ہے (فتاوی رحیمیہ ۴:۷۸) اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے اعادہ کو اولی لکھا ہے (امداد الفتاوی ۱: ۹۵) ، لیکن دیگر اکابر کے نزدیک اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے.

واللہ اعلم بالصواب

حررہ یوسف شبیر احمد عفی عنہ بامر والدہ ومربیہ المفتی شبیر احمد حفظہ اللہ تعالی ورعاہ

۹ ربیع الاول ۱۴۳۶ ہجری بمطابق ۳۰ دسمبر ۲۰۱۴ عیسوی